احرار اور قادیانیت کا تعاقب

خطاب: رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(تحفظ ختم نبوت کانفرنس، قادیان، ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء)

احرار دنیا میں مٹنے کے لیے نہیں بلکہ ظلم وسرکشی کو صفحۂ دنیا سے مٹانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ پس احرار کا دنیا میں ایک ہی کام ہے کہ حق بات کہیں اور خود اس کی پاداش میں دنیا سے مٹ جائیں اور اس فنا کے بعد بقا کا جدید دور شروع ہوتا ہے۔ احرار کے لیے فنا کے درجہ میں بقا کا راز مضمر ہے۔ میں مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دنیا میں عزت وآبرو کی زندگی چاہتے ہو تو دنیا کی موت سے بے نیاز ہو جاؤ۔ حکومت بے شک اپنے منافق وفاداروں کو پستول، ریوالور اور دوسری قسم کے ہتھیار ہمارے سینے کو چھلنی کرنے کے لیے دے ہمیں اس کی مطلق پروا نہیں۔ کیوں کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آج ہمارے سینے ان نشانوں کی آماج گاہ بنے ہوئے ہیں تو ایک وقت آنے والا ہے کہ ان گولیوں کا منہ دوسری طرف پھر جائے۔ منافقت ایک عرصہ تک چھپائی جاسکتی ہے لیکن منافقت کا بہت جلد انکشاف ہو جایا کرتا ہے۔ اسلام میں خطرناک فتنہ کھڑا کیا گیا ہے۔ اس حقیقت سے اس وقت تک دنیا بے خبر ہے۔

میرے دادا مرحوم (۱) نے مرزا کی ظاہری شکل وصورت دیکھ کر بتلا دیا تھا کہ یہ شخص عنقریب نہ صرف اسلام بلکہ انسانیت کا دشمن ہوگا۔

میں اس مقدس خاندان کی یادگار ہوں کہ جس نے کشفی طور پر معلوم کر کے حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ تمہارا فرض ہے کہ محمود (۲) اور اس کے رفقاء کو پرامن طور پر صراط مستقیم کی طرف بلاؤ اور ان کے سامنے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کو پیش کرو اور اس کے عوض میں تمہارے سر پھوڑے جائیں تو سر پھڑوالو اور اگر تم کو گولی کا نشانہ بنائیں تو سینوں کو کھول دو اور بے تابانہ طور پر موت سے بغل گیر ہو جاؤ۔

خدا کی قسم میں اس بات کا منتظر ہوں کہ قادیان کی گلیوں میں احرار کے رضا کاروں کے خون کی نہریں بہتی ہوں اور میں سمجھ لوں کہ آج میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر میں اپنے مشن کو پورا کرتے ہوئے محمود کے حواریوں کے ہاتھوں خاص قادیان میں قتل کیا جاؤں تو میں اس کو شہادت کبریٰ تصور کروں گا۔ کیا مؤمن کو کوئی موت سے ڈرا سکتا ہے۔ موت تو مؤمن سے ہزاروں کوس دور بھاگتی ہے۔

(۱) رئیس الاحرار کے دادا حضرت مولانا محمد لدھیانوی اور ان کے بھائیوں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمہم اللہ نے علماء ہند میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد پر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔

(۲) مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود

مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ آئے دن قادیان کے مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ میں پورے زور سے یقین دلاتا ہوں کہ ان مظلوموں کی آج سے امداد کی جائے گی اور ظالموں کے ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔ اگر قادیان کے کسی مسلمان کی طرف کسی ظالم نے انگلی بھی اٹھائی تو اس ظالم کو قدرت کے خوفناک انتقام سے کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔

مباہلہ بلڈنگ (۱) کو گرایا گیا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا سے اسلام مٹ گیا۔ حاجی محمد حسین کو شہید کیا گیا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مسلمان نیست و نابود ہو گئے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ یاد رکھو قادیانی نبوت کے محل کی اینٹیں خود بخود آپس میں ٹکرائیں گی اور دنیا اپنی آنکھوں سے قدرتِ حق کا تماشا دیکھے گی۔

سید غریب شاہ کو مارا ہے تو میں نے سمجھا کہ انھوں نے سید کے لال کو پیٹا ہے۔ اب ان کی موت آ گئی۔ یہ غریب شاہ کی مار کا نتیجہ ہے کہ آج حبیب الرحمٰن تم کو قادیان میں دکھائی دیتا ہے اور اگر وہ ایک آدھے والنٹیر (۲) کو قتل کر دیں تو پھر ان شاء اللہ قادیان میں ہماری حکومت ہو گی۔ قادیان کے مسلمانوں کو محمود کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یہ دن تم کو نصیب نہ ہوتا۔ ہر روز نبوت کا غلغلہ بلند ہوتا۔

نبوت کی بحث کس سے کرتے ہو جو سرے سے مرزا کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ آؤ تم کو یثربی نبوت کا حال سناؤں کہ ریگستانِ عرب کے لق و دق میں انتہا درجہ کی بے چارگی کے عالم میں علم توحید بلند کرتا ہے۔ اپنے بیگانے دشمن ہو گئے۔ قتل کے منصوبے کیے گئے اور وطن سے نکلنا پڑا۔

بتلاؤ کسی حکومت سے امداد کی درخواست کی کہ مجھے کفارِ مکہ سے بچاؤ۔ کفارِ مکہ آئے اور انھوں نے کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہے لے لو۔ مگر ہمارے بتوں کو برا نہ کہو۔ ہم تمہارے خدا کو برا نہ کہیں گے۔ اگر کوئی ماڈریٹ ہوتا تو کہتا صورت تو بہت اچھی ہے چلو مان جاؤ۔ مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے دائیں ہاتھ سورج اور بائیں ہاتھ چاند بھی لا کر رکھ دو پھر بھی اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہیں آؤں گا۔ یہ ہے شانِ نبوت۔ تم ہی بتلاؤ کہ قادیان کی نوزائیدہ نبوت پولیس کے بغیر کبھی دو قدم بھی باہر چلی ہے۔ ساری عمر کی قید نہیں۔ ایک دن بتلا دو کہ فلاں دن قادیان کی نبوت پولیس سے بے نیاز تھی۔ پس یہ نبوت تو پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے نبی بنا دے۔ پس جس شخص کا کسی پولیس افسر سے دوستانہ ہو۔ نبوت کا دعویٰ کر دیا کرے۔

یاد رکھو کہ نبی جب کمزور ہوتا ہے تو وہ اپنی بہادری اور شجاعت کا عظیم الشان مظاہرہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے اور دنیا کی تمام طاغوتی اور مادی قوتیں سرنگوں ہو جاتی ہیں اور جب وہ طاقت ور ہو جاتا ہے تو دشمنوں تک کے لیے رحیم ہوتا ہے۔

نبی یہ نہیں کرتا کہ قوت حاصل کرنے پر اپنے مخالفوں کو پیس ڈالے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت سے بھی امداد کی درخواست کرے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کا واقعہ اس حالت کا پورا پورا فوٹو ہے کہ پندرہ سو جاں نثار بمعہ جنگی سامان ہم رکاب ہیں۔ دشمن کہتا ہے کہ امسال آپ کو عمرہ کی اجازت نہیں دی جاتی۔ صلح تک نوبت پہنچتی ہے۔ شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف ہیں۔

---

(۱) مولانا عبدالکریم مباہلہ کا مکان۔ وہ قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے اور مجلس احرار اسلام کے سرکردہ رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ قادیانیوں نے اُن کا مکان مسمار کر دیا۔ اسی طرح کئی مسلمانوں کو بھی شہید کیا۔

(۲) احرار کا باوردی رضا کار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آتا ہے۔ مطالبہ ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا جائے۔ حضرت علیؓ کے انکار کرنے پر خود دستِ مبارک سے ان الفاظ کو کاٹتے ہیں۔ یہ شانِ نبوت کی دریادلی کہ باوجود طاقت و جبروت کے کائنات عالم کو خونریزی سے بچالیتے ہیں۔ وہ نبوت ہی کیا ہے کہ غیر اللہ سے مدد کی خواہاں ہو۔ نبی تو دنیا کی حکومتوں کے کانسٹی ٹیوشن کو زیروزبر کرکے خدائی قانون رائج کرنے کے لیے آتا ہے۔ میں نے آج ہی پڑھا ہے کہ محمود نے خطبہ میں کہا ہے کہ اب انگریز بھی ہم سے ناراض ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب خدا ہی تم سے ناراض ہے تو انگریز اگر ناراض ہوگیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ خدا کبھی کبھی دین کی حمایت کفار سے کرالیا کرتا ہے۔ ہاں جب خداوندانِ لندن ہی ناراض ہوگئے تو وحی کون بھیجے گا۔

خود محمود کو بھی قادیانی نبوت کا حال معلوم ہے۔ وہ خود اپنے ایمانیات کی رو سے مؤمن نہیں۔ اس کو معلوم ہے کہ اگر میں حقیقت کا اعتراف کرلوں تو پیری مریدی کا سسٹم ختم ہوجائے گا۔ محمود لکھتا ہے کہ: ''اے مریدو! تم نے فرانس، جرمنی، یورپ کو فتح کرنا ہے۔'' تو تم سے یہ احراریوں کی جھونپڑی فتح نہیں ہوگی۔ محمود کو شہنشاہِ روس کی حالت پر غور کرنا چاہیے جو کہ دنیا میں ''انا ولا غیری'' کا دعوے دار تھا۔ قدرت نے اس سے ایک زبردست انتقام لیا کہ اس کا خود اپنوں کے ہاتھ سے خاتمہ ہوگیا۔

احراریوں کی جھونپڑی خدا کے فضل وکرم سے یقیناً فتح نہ ہوسکے گی۔ ایسی جھونپڑیوں نے ہی نمرود وشداد اور فرعون جیسی مغرور وسرکش ہستیوں کو جلا کر خاکستر کردیا۔

دنیا نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب قادیانی امت سیاسیات کے میدان میں آئی تو ہم نے سمجھ لیا کہ ان کی موت ان کو دامن سے کھینچ کر میدان میں لے آئی۔ کیوں کہ منافق جب سیاسی میدان میں آتا ہے تو مار کھاتا ہے۔ منافق اور بہادری دو متضاد چیزیں ہیں اور خدا کے فضل وکرم سے احراریوں کی جھونپڑی نے ایسا چاروں شانے چت گرایا کہ قادیانیت کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ فرانس، جرمنی، یورپ فتح کرنے والوں کے بوچڑ خانہ کی جب عین بارہ بجے دن اینٹ سے اینٹ بجائی گئی تو قادیانی امت کے دو آدمی ہمارے پاس پہنچے اور کہا کہ خدا کے لیے تم ہی کچھ کرو تو میں نے کہا کہ بوچڑ خانہ کا بننا اور مسمار ہونا مقدرات سے تھا اور ہم تمہاری ان چالوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

میں پھر قادیان کے مسلمانوں کو کہتا ہوں کہ جرأت اور بہادری سے خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے پرامن طور پر علمِ توحید کو بلند کرو۔ میں خوش ہوں گا کہ اس کے صلہ میں تمہارے سر پھوڑے جائیں، تم کو قتل کیا جائے۔ ہمارا جب کوئی والنٹیر شہید ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کام کے لیے راستہ کھل گیا۔ شہید الٰہی بخش (۱) کو جب برچھا مارا گیا تو اس نے زور سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ مارا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں بھی شہید الٰہی بخش جیسا جذبہ پیدا ہوجائے۔ مجلس احرار مرکزیہ کی شاخ قادیان میں قائم ہوچکی ہے۔ اس کی دل کھول کر امداد کرو۔ ایک پرائمری سکول ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ تعلیم قرآن کیلیے بھی درس گاہ کی ضرورت ہے۔ ابتدا میں جب مجلس احرار قادیان میں قائم کی گئی تو محمود کی طرف سے اعلان کیا کہ قادیان میں احراریوں کا کوئی دفتر نہیں بتلاؤ آج تم کو معلوم ہوگیا کہ قادیان میں واقعی مجلس احرار کا دفتر قائم ہے۔ قادیانیوں میں اگر اخلاقی جرأت ہوتی تو ہم کو دعوت دیتے کہ ہماری مسجد میں نماز پڑھو اور اپنا جلسہ کرو۔ مگر انھوں نے تو مسلمانوں کی مسجدوں کو مسمار کرنے

(۱) الٰہی بخش شہید چنیوٹ کے احرار کارکن تھے جو تحریک کشمیر ۱۹۳۰ء کے پہلے شہید تھے۔

کا تہیہ کرلیا۔ یہ جگہ جہاں جلسہ گاہ قائم ہے، میں نے سنا ہے کہ سکھوں کی زمین ہے۔ جس پر ہم نے اذان دے کر نمازِ جمعہ ادا کی۔ حالانکہ میں اسلام کی رو سے سکھوں کو کافر سمجھتا ہوں۔ کافروں نے تو اپنی دریا دلی کا ثبوت دیا ہے مگر اسلام کے (نام نہاد اور جھوٹے) واحد علمبرداروں کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ سچ ہے جو نیکی سکھوں کی قسمت میں لکھی تھی وہ محمود کی قسمت میں کہاں۔

پس میں حکومت کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ وفاداروں کو قانون شکنی سے فوراً روک دیں۔ خانہ ساز ہائی کورٹ اور ڈنڈا فوج (۱) کو توڑ کر رکھ دے۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے لیے تو ڈنڈا رکھنا جرم مگر قادیان میں ڈنڈا فوج رہ سکتی ہے اور فوج کے علاوہ عورتوں تک کو چاند ماری سکھلائی جا سکتی ہے۔ اور اگر قانون شکنی جائز ہے اور حکومت خود لوگوں کو قانون شکنی پر مجبور کرنا چاہتی ہے تو اسے گزشتہ واقعات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی ایسی روش نے ہی دار ورسن کو بوسہ دینے والے لاکھوں انسان پیدا کر دیئے اور سینکڑوں سولیوں پر چڑھ گئے اور ہزاروں نے اپنے سینے کو گولیوں کا نشانہ بنوا دیا۔ اور اگر یہی لیل ونہار رہے تو اس کا نتیجہ سخت خطرناک ہوگا جس کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

سپاسنامہ میں حکومت کی غفلت کا رونا رویا گیا ہے۔ مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے۔ نہ تم حکومت کی بے نیازی سے مٹ سکتے ہو اور نہ قادیانی حکومت کی امداد سے زندہ رہ سکتے ہیں جس شخص کی زندگی کا انحصار پولیس کی امداد پر ہو وہ کب تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کا مٹ جانا مقدرات سے ہے۔ پس اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو بے خوف ہو کر کلمۃ الحق کو بلند کرو۔ پولیس اگر اپنے طور پر فرائض کو سمجھے تو جو چاہے انتظام کرے۔ ہم اس کے انتظامی معاملات میں دخل انداز نہیں ہو سکتے۔ اور اگر کہو کہ میں پولیس سے امداد کی درخواست کروں تو یہ سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ میں اسی خداوند عالم سے امداد کی درخواست کروں گا کہ جس نے اس کائنات ارضی وسماوی کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا اور جس نے فرعون جیسی مغرور ہستیوں کا سر توڑ کر رکھ دیا۔ آخر میں مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے اس گرمی کے موسم میں ہمارا استقبال کیا۔ اس کے بعد پولیس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ کیوں کہ پولیس سے ہمارا ہمیشہ سے واسطہ چلا آیا ہے۔ میں پولیس کی ایک خوبی کا ضرور معترف ہوں۔ تم تو میری تقریر کے بعد مختلف بولیاں بولو گے کہ مولوی صاحب نے یوں کہا۔ مولوی صاحب نے یوں کہا مگر پولیس میری تقریر حرف بحرف حکومت تک پہنچائے گی۔ پس میں آخری الفاظ میں اپنا پیغام حکومت تک پہنچانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم قادیان میں کوئی بدامنی پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ ہم نے تو بھولے بھٹکے انسانوں کو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچانے کا تہیہ کیا ہوا ہے اور احسن طور پر تبلیغ کریں گے۔ ہم کو تو کشمیر اور کپورتھلہ (۲) کی طرف سے فرصت نہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی ہم سے الجھنا چاہے تو ہم میدان سے بھاگ جائیں گے۔ ہم میدان سے بھاگنے والے نہیں۔

تقریر کے بعد ایک قادیانی نے حضرت مولانا کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(مضامین رئیس الاحرار، صفحہ ۸۴ تا ۹۸)

[مجلس احرار اسلام قادیان کے کارکنوں کی طرف سے سپاسنامہ کے جواب میں خطاب]

(۱) قادیانیوں نے قادیان میں اپنی عدالتیں اور فوج بنائی ہوئی تھیں۔

(۲) مجلس احرار کی برپا کردہ تحریک کشمیر اور تحریک کپورتھلہ میں مشغولیت کی طرف اشارہ ہے۔